تعمیرِ شخصیت میں فکرِ آخرت اور عقل کا کردار
(سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں)

The Role of Belief in Hereafter and Wisdom in Personality Building (In the light of Sira-e-Taiba)

*ڈاکٹر اورنگ زیب

**ڈاکٹر ارشد منیر لغاری

ABSTRACT:

Allah has naturally given specific information to every creature in this world by which they live their lives while giving man the ability to learn, understand and the substance of learning has been incorporated into human instincts. Many philosophers and intellectuals of the world have tried to know the constructive and destructive aspects of human personality and character with positive and negative tendencies within certain boundaries and this process has been successful in every age. So, the need arose as to what method should be adopted for the formation of human personality? According to the Islamic teachings Allah Almighty has sent the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) as a practical example regarding the constructive aspect of the human personality. The only creator knows about his creature that what are the requirements of the creatures He has created and how can man prosper?

KEYWORDS:

Personality building, Human, Islam, Wisdom, Hereafter

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی اور پھر حضرت آدمؑ سے ہی ان کے جوڑے کو پیدا فرمایا اور پھر اس جوڑے سے نسل انسانی کی ابتداء ہوئی اور چار دانگِ عالم پھیل گئی، ہر انسان تمام انسانوں کی طرح ایک انسانی فرد ہے، ایک آدمؑ کی اولاد ہے، جتنے بھی انسان اس دنیا میں بستے ہیں ان سے اِس کا تعلق اور رشتہ انسانیت کا ہے جس کے نبھانے کا ہر انسان پابند ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انسانی کردار و شخصیت کے معیاری طرز کو مجسم صورت میں مبعوث فرمایا تاکہ فقط نظریاتی تعلیمات یا تصوراتی طور پر شخصیت سازی کا عمل نہ ہو بلکہ عملی طور پر کردار سازی اور تعمیرِ شخصیت کا

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ ادیان عالم، وفاقی اردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس، کراچی۔

**چیئرپرسن و پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان۔

مظہر بطور نمونہ ہمارے سامنے ہو لہذا رسول اللہ ﷺ کی عظیم المرتب شخصیت کو ہی ایک معیاری عظیم شخصیت بطور ہدف مانتے ہوئے تمام انسانیت اس روش کی طرف اگر گامزن ہو تو ہر ایک پھول اپنی فطری صلاحیت کے حساب سے ہی خوشبودار ہو گا، جس کی نظیر صحابہؓ کے انفرادی خصائلِ حمیدہ ہیں۔

یقیناً انسانی شخصیت سازی میں انسانی فطری صلاحیتیں ضرور کارفرما ہوتی ہیں لیکن وہ فطری صلاحیتیں ماحول، تعلیم و تربیت پر موقوف ہیں۔ جیسے کوئی بیج اپنی ذات کے اعتبار سے کتنی ہی صحت مند ہو لیکن اگر زمین زرخیز نہ ہو یا فضا آلودہ ہو یا ماحول اور موسم اس بیج کے موافق نہ ہو تو وہ بیج باوجود صحت مند ہونے کے بھی درست طور پر پرورش نہیں پاتا اور مطلوبہ منافع اس سے حاصل نہیں ہو پاتے۔ اسی طرح اگر بیج بذاتِ خود اتنی صلاحیت کی حامل نہ بھی ہو لیکن اگر زمین زرخیز ہو اور صاف ستھرا ماحول، موافق موسم ہو تو وہ ناقص بیج بھی بہتر پودے کی صورت میں نشوونما پا کر بہتر منافع کا باعث ہوتا ہے۔ اور اگر بیج بھی صحت مند ہو اور ماحول بھی بہتر ہو نیز موسم بھی موافق ہو تو نور علی نور۔ بالکل اسی طرح انسان اگر از ابتداء اچھی تعلیم و تربیت پائے اور بچپن ہی سے اُسے آداب و اخلاق اور عملی اچھی تربیت دی جائے اور اس کا ماحول بھی اچھا ہو جو مثبت معمولات کو فروغ دیتا ہو تو بچہ جو اں سالہ ہوتے ہوتے فطری جبلت کے طور پر ان افعالِ حسنہ کو اپنے اندر سمو لیتا ہے جو اس میں افعالِ حسنہ ایک طرح سے عادت بن جاتی ہیں اور پھر بعد از شعوری بلوغت یہ معمولات و عادات پھر عبادت کا درجہ اختیار کر جاتے ہیں جس سے انسان اپنی شخصیت کے بلند ترین درجے کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے اور اپنی ذات میں وہ مخلوق کے لیے بہترین نافع ثمر بن جاتا ہے جس کے وجود سے اس سے متعلقہ افراد مستفید ہوتے ہیں اور وہ مجسم محبت و رحمت ثابت ہوتا ہے۔

اس کے برخلاف اگر خدانخواستہ کسی انسان کی تعلیم و تربیت بُرے ماحول کے سپرد ہو تو بچپن کے خراب ماحول سے بہت سی برائیاں وہ شخص اپنی فطرت میں شامل کر کے بعد ازاں برائی کا عادی بن جاتا ہے اور پھر بعد از بلوغِ شعور اُن غلط افعال کو اختیاری اور منصوبہ بندی کے تحت کرنے لگتا ہے جس سے اس کا دل سیاہ تر ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر برائی اس شخص کے رگ و پے میں بس جاتی ہے کہ ہدایت کے بول اس پر مؤثر نہیں ہوتے جس کا لازم نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ شخص اپنے ارد گرد لوگوں کے لیے نقصان کا باعث ہوتا ہے، الاّ یہ کہ اللہ جسے راہِ حق دکھائے اور توبہ کی توفیق عنایت فرمائیں۔

انسان بچپن میں پاک صاف تصورات کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور اس کی کردار سازی میں اس کے ماحول کا کس قدر دخل ہوتا ہے اس کے بارے میں فرمانِ خاتم النبیین ﷺ ہے۔

"كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كَمَثَلِ البَهِيمَةِ تُنْتَجُ البَهِيمَةَ هَلْ تَرَى فِيهَا جَدْعَاءَ۔[1]

" ہر بچہ کی پیدائش فطرت پر ہوتی ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں بالکل اس طرح جیسے جانور کے بچے صحیح سالم ہوتے ہیں۔ کیا تم نے (پیدائشی طور پر) کوئی ان کے جسم کا حصہ کٹا ہوا دیکھا ہے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچپن کی بنیادی اور ابتدائی تعلیم و تربیت انسانی شخصیت میں پائی جانے والی اچھائیوں اور بُرائیوں کا مآخذ ہوتے ہیں، اب سیرت طیبہ کے گلدستے سے رسول اللہ ﷺ کے ابتدائی زمانے کو دیکھا جائے کہ جب آپ ﷺ کو حضرت دائی حلیمہ کے ساتھ فصیح زبان و بیان، صاف آب و ہوا اور صحت مند غذا کے لیے قبیلہ بنو سعد بھیجا گیا اور اس عملی تربیت کے مظاہر رسول اللہ ﷺ کے گفتار اور عملی محنت و مشقت کی صورت میں عیاں ہے[2]۔ رسول اللہ ﷺ کا بکریاں چرانا[3] اور بیت اللہ کی خدمت کے لیے مشقت کرنا ابتدائی عمر سے تھیں[4]۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ ہی نے رسول اللہ ﷺ کی تربیت کا انتظام فرمایا لیکن اس امر میں بظاہر مذکورہ جملہ محرکات کار فرما نظر آتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے گرد و پیش کا ماحول ماسوائے چند شرفاء کے اکثر بُرے عقائد و افعال کا مسکن تھا لیکن جن قبیح افعال سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بچپن اور لڑکپن میں محفوظ فرمایا، باوجود والدہ، والد اور دادا کے سایہ شفقت سے محرومی کے، ان افعال سے روکنے کے لیے امت کے حق میں والدین اور سرپرستوں کو ضامن کیا گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر سچائی اور امانت کے اوصافِ حمیدہ سے متصف فرمایا تو انہیں کسبی طور پر حاصل کرنے کے لیے بچپن یا لڑکپن میں اچھی تربیت اور تعلیم دی جائے جس سے یہ اچھائیاں اس بچے میں غیر ارادی طور پر سرائیت کر جاتی ہیں۔ اس لیے شریعت میں بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کا خاص اہتمام کرنے کی تاکید کی گئی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ ذیل فرمان سے عیاں ہے۔

"مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ" [5]

"کوئی والد اپنی اولاد کو اچھے آداب سکھانے سے بڑھ کر کوئی اور عطیہ نہیں دے سکتا۔"

چونکہ بچے ماحول سے جلد اثرات لے لیتے ہیں اور پھر اگر وہ اثرات زیادہ وقت تک برقرار رہے تو وہ عادات بن جاتی ہیں لہذا بہتر شخصیت سازی کے لیے ضروری ہے کہ ہمنشینوں پر بھی نظر کی جائے کہ کن لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست ہو رہی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

"الرجلُ على دِينِ خَليلِهِ، فلينظر أحدُكُم من يُخالِلُ" [6]

"آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہذا چاہیے کہ (اچھی طرح) دیکھ لے کہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔"

لہذا دوست رکھنا یا کسی کی ہمنشینی اختیار کرنا چاہے ہوں تو فرمانِ خاتم النبیین ﷺ کا فرمان ہے

" لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا " [7]

"سوائے مؤمن کے کسی اور کو دوست مت بناؤ۔"

یہ تو بچپن اور لڑکپن کی شخصیت سازی کے عناصر ہوئے جس میں بچوں کو عبادات اور اچھے اخلاق سکھانے کی ذمہ داری والدین کی لگائی گئی ہے تاکہ شعوری بلوغت سے قبل ایسی تربیت دی جائے کہ جس پر عمل کرتے کرتے انسانی شخصیت سازی کے ابتدائی مرحلے کی تکمیل ہو اور اگر اچھی تعلیم و تربیت دی جائے اور عقلی بالیدگی تک اچھی عادات کا حامل بن کر پروان چڑھے تو یہ اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ بنا سمجھے ان اطوار کو اپنانے پر اس کی شخصیت سازی مکمل ہو سکے گی بلکہ مکمل شخصیت سازی تب ممکن ہے کہ وہ اس امر کی تفہیم حاصل کرے کہ وہ آخرت میں اپنے اعمال کا اللہ تعالیٰ کو جواب دہ ہے اور اس مقصد کے لیے بے حد ضروری ہے کہ بعد از شعوری بلوغت، انسان اپنے دماغ کو دنیاوی اشیاء سے اس طرح سیکھنے اور سمجھنے کی طرف مائل کرے کہ ہر شے اُسے اللہ کی معرفت اور فکرِ آخرت کی یاد دلائے۔ گویا انسانی شخصیت سازی کے لیے دو اہم محرکات ہوئے:

(۱) معرفتِ الٰہی و فکرِ آخرت　　　　(۲) دماغ کا استعمال۔

قرآن کریم میں فرمانِ الٰہی ہے:

"وَ ابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ"[8]

"اور جو تم کو اللہ نے عطا فرمایا ہے اس سے آخرت کی بھلائی طلب کیجئے اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھلائیے اور جیسی اللہ نے تم سے بھلائی کی ہے ویسی تم بھی لوگوں سے بھلائی کرو اور ملک میں طالبِ فساد نہ ہو۔ کیونکہ اللہ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

آیت مذکور میں "وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا" کا معنیٰ سیاقِ کلام سے یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ آخرت کے امور کو طلب کرو اور دنیا کے اسباب و اشیاء میں آخرت کی طرف متوجہ کرنے کے لیے جو تصور پنہاں ہے اس کی طرف متوجہ ہو جائیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر پرندوں کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا:

" يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ، أَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ أَفْئِدَةِ الطَّيْرِ "[9]

"اہل جنت میں ایسے بہت سے گروہ داخل ہوں گے کہ ان کے دل پرندوں کے دل کی طرح ہوں گے۔"

یعنی پرندوں کا دل مطمئن اور امراضِ باطنی سے بالکل صاف ہوتا ہے اسی طرح اہل جنت کے دل کی کیفیت بتائی۔ "وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا" کا تقاضا یہی تھا کہ پرندوں کو دیکھ کر اہلِ جنت یعنی آخرت کی طرف متوجہ ہوں اور اگر کوئی شکاری متوجہ ہوتا تو اس کے گوشت یا اپنے نشانے کی درستگی کی طرف متوجہ ہوتا یا کوئی شخص اس پرندے کی ظاہری

خوبصورتی کی طرف متوجہ ہوتا، تو اس آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے پرندوں میں آخرت کا ایک حصہ یعنی اہلِ جنت کے دل کی کیفیت کا استحضار رکھا تھا، اب مسلمان کو فرمایا گیا کہ "وَلَاتَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا" دنیا میں آخرت کے جو مظاہر رکھے گئے ہیں اس حصے کو اپنے عقل اور بنیادی دینی تعلیمات کی روشنی میں تلاش اور طلب کرو تاکہ آخرت کا استحضار ملحوظِ خاطر رہے اور دنیا میں انسان عملی بندگی کی صورت میں اپنی زندگی گزارے اور ہر آنے والے معاملے میں اللہ تعالیٰ کا ڈر اور فکرِ آخرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی علم و فہم کے مطابق فیصلہ کرے اور غور و فکر کرتے ہوئے اپنی شخصیت کو اعلیٰ اقدار کے مطابق تعمیری سمت پر گامزن کرے اور معرفت کی طرف ارتقائی سفر جاری رکھے۔ اور دنیا میں ایسی نشانیاں آخرت کی طرف متوجہ کرنے کے لیے پھیلی ہوئی ہیں لیکن انسان دنیا کی حرص ولالچ اور مادی وسائل کی طرف متوجہ ہو کر اسبابِ دنیاوی سے بجائے آخرت کی طرف متوجہ ہونے اور اس کے لیے فکر مند ہونے کے، فقط حصولِ دنیا کی طرف مائل ہو کر اپنے شخصیت کو تخریبی جانب مبزول کرتا ہے جس سے انسانی شخصیت پر منفی اثرات جیسے حرصِ دنیاوی، بغض، تکبر وغیرہ جیسے قبیح اوصاف کا اثر پڑتا ہے اس لیے دنیاوی اشیاء سے آخرت کی طرف متوجہ ہونا چاہیے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

"لَا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ، وَلَا تَلْبَسُوا الحَرِيرَ وَالدِّيبَاجَ، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الآخِرَةِ " [10]

"سونے اور چاندی کے برتن میں نہ پیو اور ریشم (مرد) نہ پہنیں اس لیے کہ اُن (کُفار کے لیے) دنیا میں ہے اور تمہارے لیے آخرت میں۔"

"مَنْ شَرِبَ الخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا، حُرِمَهَا فِي الآخِرَةِ " [11]

"جس نے دنیا میں شراب پیا پھر اس سے (مرنے سے پہلے) توبہ نہیں کیا تو (اللہ تعالیٰ) وہ (شراب) اس پر آخرت میں حرام فرمادیں گے۔"

اور اگر ان اشیاء اور اسبابِ دنیاوی سے آخرت کی طرف فکر کرنے کے بجائے دنیا کی زندگی کو ہی مقصود بنا کر اپنے نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا رہے تو انسانی شخصیت گر جاتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ" [12]

"اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں سے اس کے درجے کو بلند کر دیتے، مگر وہ تو پستی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہش کے پیچھے چل پڑا۔"

اسی پستی کی طرف جانے والا انسان اپنی شخصیت میں تخریبی جانب جاتا ہے اور وہ اس حد تک گر جاتا ہے کہ اس کی نظر میں کامیابی فقط اس دنیا کی مادی ترقی اور مالی قوت حاصل کرنا بن جاتی ہے اور عملاً وہ اس دنیا کا ہی ہو کر رہ جاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

"أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ، يَأْكُلُ مِنْهَا الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، وَإِنَّ الْآخِرَةَ وَعْدٌ صَادِقٌ يَحْكُمُ فِيهَا مَلِكٌ قَادِرٌ يُحِقُّ الْحَقَّ وَيُبْطِلُ الْبَاطِلَ، أَيُّهَا النَّاسُ كُونُوا أَبْنَاءَ الْآخِرَةِ وَلَا تَكُونُوا أَبْنَاءَ الدُّنْيَا فَإِنَّ كُلَّ أُمٍّ يَتْبَعُهَا وَلَدُهَا" [13].

"حدیث کا مفہوم ہے کہ اے لوگوں! دنیا کے منافع سامنے ہیں جس سے ہر نیک و بد کھاتا ہے اور آخرت (کے فوائد بظاہر سامنے نہیں) لیکن اس کا سچا وعدہ کیا گیا ہے، جس کا فیصلہ قادر مالک فرمائینگے، جو حق کو حق اور باطل کو باطل (کردینگے)۔ اے لوگوں تم آخرت کے بیٹے بننا اور دنیا کے بیٹے نہ بننا، کیونکہ ہر ماں کا بیٹا اپنی ماں کے تابع ہی ہوتا ہے۔"

اور اگر کوئی شخص دنیا کو مطلوب بنا کر آخرت سے غافل رہا اور دنیا میں اپنی شخصیت کو تباہ کر چکا ہو تو اس کے لیے احساسِ ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنا ہے، اس سے یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی تباہ شدہ شخصیت کو دوبارہ تعمیر کرنے کا راستہ دکھاتے ہیں کہ اپنی شخصیت کو پہلے بُرائی سے بنایا ہوا تھا لیکن توبہ کے بعد اس کی شخصیت کو نیکی سے بدل دیا جاتا ہے

"اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا" [14]

"جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک اعمال کرے تو یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کی بُری (شخصیت) کو اچھی (شخصیت) میں بدل دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب بخشنے والے اور خوب رحم فرمانے والے ہیں۔"

اسی طرح حدیث میں وارد ہے کہ صدقِ دل سے توبہ کرنے والے شخص کی شخصیت جو بُرائی پر مبنی تھی اُسے جڑ سے منہدم کیا جاتا ہے تاکہ اس کی شخصیت سازی مکمل طور پر اچھائی پر ہو چنانچہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے

" التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ، كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ " [15]

"گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔"

اور توبہ کر کے اپنی شخصیت کی بناء اچھائی پر رکھنے کی مہلت موت سے پہلے پہلے تک ہے جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔

" «إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ العَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ " [16]

"بے شک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہیں جب تک کہ غرغرے (نزع کی کیفیت ظاہر) نہ ہو۔"

انسانی شخصیت اپنے کمال بلندی پر تب ہی متمکن ہو گی جب کہ اعلیٰ اخلاقی اقدار سے آراستہ ہو اور اسی شخصیت سازی کو اپنے کمال تک پہنچانے کے لیے ہی رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی گئی ہے خود آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

" بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ " [17]

"مجھے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اچھے اخلاق کی تکمیل کروں۔"

نتائج بحث:

مذکورہ بالا بیان سے یہ مندرجہ ذیل نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

(۱) انسانی شخصیت سازی کے مختلف مراحل ہیں۔

(۲) شخصیت سازی کے ابتدائی مراحل میں والدین، ماحول اور دوستوں سے اچھائی کی تعلیم و تربیت ناگزیر ہے۔

(۳) شعوری بلوغت کے بعد فکرِ آخرت کی طرف توجہ مبذول کرنا۔

(۴) دنیاوی اشیاء سے آخرت پر استدلال کرنا اور اپنے فیصلوں میں آخرت کو ملحوظِ خاطر کرنا دراصل شخصیت سازی کا اعلیٰ مقام ہے۔

سفارشات:

پرائمری، سیکنڈری، ہائر سیکنڈری اور جامعات نیز دینی درسگاہوں میں شخصیت سازی کے جملہ مراحل کے لیے مؤثر تربیتی نصاب مرتب کیا جائے کہ جس سے بچے ابتدائی عمر سے ہی اچھے اخلاق و عادات اپنی جبلت میں شامل کر سکیں اور الحمد للہ اس امر پر کسی حد تک نظریاتی و عملی تعلیمات دی جاتی ہیں لیکن زیادہ کمی بعد از بلوغت فکری محنت کی ہے کہ اپنے ہر معاملے میں بندہ آخرت کی طرف توجہ رکھتے ہوئے اپنے دنیاوی امور کو طے کرے تو اس سے ظلم، ناانصافی اور حق تلفی جیسے معاشرتی ناسور سے نجات ملنے کے قوی امکانات ہیں۔ لہذا، اگر بعد از شعوری بالیدگی، فکری تربیت کے لیے بھی مذکورہ بالا تعلیمی اداروں اور جامعات میں منظم و مرتب و مربوط طرز پر منصوبہ بندی کی جائے تو معاشرے میں اسلام کا اخلاقی حسن عیاں ہو گا۔

حواشی وحوالہ جات

1۔ بخاری، محمد بن اسماعیل (المتوفیٰ: ۲۵۶ھ)، صحیح البخاری، المطبعۃ الکبریٰ الامیریۃ، مصر، ۱۳۱۱ھ، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المشرکین، رقم: ۱۳۸۵، ۲/۱۰۰

2۔ محمد بن یوسف الصالحی الشامی (متوفی:۹۴۲ھ)، سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد وذکر فضائلہ واعلام نبوتہ وافعالہ واحوالہ فی المبدأ و المعاد، تحقیق وتعلیق: الشیخ عادل احمد عبد الموجود، الشیخ علی محمد معوض، دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ الاولیٰ، لبنان، جماع ابواب رضاعہ ﷺ، الباب الرابع تدسیاق قصۃ الرضاع وماوقع فیھا من الآیات، ۱۴۱۴ھ، ۱/ ۳۹۱

3۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح المختصر، کتاب الاجارۃ، باب رعی الغنم علی قراریط، رقم: ۲۲۶۲، ۳/ ۸۸

4۔ مسلم بن الحجاج، نیسابوری، صحیح مسلم، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، کتاب الحیض، باب الاعتناء بحفظ العورۃ، رقم: ۳۴۰، ۱/ ۲۶۸

5۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ (المتوفیٰ:۲۷۹ھ)، الجامع الکبیر سنن الترمذی، تحقیق: بشار عواد معروف، دار الغرب الاسلامی، بیروت، ابواب البر و الصلۃ، باب ماجاء فی ادب الولد، رقم: ۱۹۵۲، ۳/ ۴۰۲

6۔ ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی (المتوفیٰ:۲۷۵ھ)، سنن ابی داؤد، تحقیق: شعیب الارنؤوط، دار الرسالۃ العالمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۳۰ھ، کتاب الادب، باب من یومر ان یجالس، رقم: ۴۸۳۳، ۷/ ۲۰۴

7۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الکبیر سنن الترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء فی صحبۃ المؤمن، رقم: ۲۳۹۵، ۴/ ۱۷۸

8۔ سورۃ القصص: ۲۸/ ۷۷

9۔ مسلم بن الحجاج، نیسابوری، صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا، باب یدخل الجنۃ اقوام افئدتھم مثل افئدۃ الطیر، رقم: ۲۸۴۰، ۴/ ۲۱۸۳

10۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح المختصر، کتاب الاشربۃ، باب آنیۃ الفضۃ، رقم: ۵۶۳۳، ۷/ ۱۱۳

11۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح المختصر، کتاب الاشربۃ، باب بابقَوْلِ اللہِ تَعَالَی: {إِنَّمَا الخَمْرُ وَالمَيْسِرُ وَالأَنْصَابُ وَالأَزْلاَمُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ، فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ} [المائدۃ:90]، رقم: ۵۵۷۵، ۷/ ۱۰۴

12۔ سورۃ الاعراف: ۷/ ۱۷۶

13۔ حافظ ھیثمی، علی بن ابی بکر (المتوفیٰ:۸۰۷ھ)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، مکتبۃ القدسی، القاھرۃ، ۱۴۱۴ھ، کتاب الصلاۃ، باب الخطبۃ و القرأۃ فیھا، رقم: ۳۱۴۶، ۲/ ۱۸۸

14۔ سورۃ الفرقان: ۲۵/ ۷۰

15۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید (المتوفیٰ:۲۷۳ھ)، سنن، (کتاب الزھد، باب ذکر التوبۃ)، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، دار الفکر، بیروت، رقم: ۴۲۵۰، ۲/ ۱۴۱۹

16۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الکبیر سنن الترمذی، ابواب الدعوات، باب فی فضل التوبۃ والاستغفار وماذکر من رحمۃ اللہ بعبادہ، رقم: ۳۵۳۷، ۵/ ۴۳۸

17 ۔ مالک بن أنس، امام، الموطأ، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، لبنان، ۱۹۸۵م، کتاب حسن الخلق، باب ماجاء فی حسن الخلق، رقم: ۸، ۲/ ۹۰۴